قسط نمبر: 1

اعمال صالحہ میں مسابقت

ابو اسعد محمد صدیق
مدرس جامعہ سلفیہ

الحمد لله رب العا لمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين اما بعد :

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا فرمایا تا کہ نیک اعمال کرے' قرآن حکیم میں ہے:

الذی خلق الموت والحيوة ليبلوكم ايكم احسن عملا
(سورۃ الملک ۲)

''اللہ وہ ذات ہے جس نے موت و حیات کو پیدا فرمایا تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا۔ ہے''

لیکن افسوس کہ انسان اپنے اس مقصد تخلیق سے غافل رہ کر زندگی گزار رہا ہے۔ شاید غفلت کا یہ پردہ اس وقت دور ہوگا جب موت سر پر آ جائے گی اور کہے گا کہ مجھے نیک عمل کا موقع مل جائے لیکن اس وقت انسان کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکے گی' قرآن مجید میں فرمایا:

وانفقو مما رزقنكم من قبل ان يأ تى أحدكم الموت فيقول رب لولا أخرتنى الىٰ اجل قريب فأصدق وأكن من الصالحين 'ولن يوء خر الله نفسا اذا جاء أجلها والله خبير بما تعملون (سورۃ المنافقین ۱۱)

اگر موت کے وقت غفلت کا یہ پردہ دور نہ ہو سکا تو میدان محشر میں تو ضرور آنکھیں کھل جائیں گی کہ اعمال کے بغیر نجات ممکن نہیں، لہٰذا ایسے لوگ اس روز کہیں گے:

ربنا ابصرنا وسمعنا فار جعنا نعمل صالحاانا موقنون (سورۃ السجدۃ ۱۲)

اے ہمارے رب ہم نے دیکھ اور سن لیا لہٰذا ہمیں واپس بھیج ہم اچھے عمل کریں اب ہمیں یقین آ گیا ہے۔

بھائیو! آؤ نیک عمل کریں بلکہ نیک اعمال میں سبقت ومسابقت کریں۔

نیک عمل کرنا باعث اجر وثواب ہے لیکن نیک عمل میں سبقت باعث فضیلت بھی ہے اسی لئے قرآن حکیم میں نیک عمل کا حکم دیا گیا اور نیک اعمال میں سبقت کا علیحدہ حکم دیا گیا:

وافعلو الخير (سورۃ الحج ۷۷)

''اور نیک کام کرو''

ولكل و جهة هو مو ليها فاستبقوا الخيرات (سورۃ البقرۃ ۱۴۸)

''اور ہر ایک کے لئے ایک رخ ہے جدھر وہ منہ کرتا ہے پس نیک کام کی طرف دوڑو''

جمعہ پڑھنے کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے مگر جمعہ کے لئے اہتمام اور سبقت میں امتیازی درجات کا بیان ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن غسل کر کے نماز پڑھنے جائے **فكانما قرب بدنة** تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی دی' اور اگر دوسرے نمبر پر گیا تو گویا اس نے ایک گائے کی قربانی دی' اور جو تیسرے نمبر پر گیا تو گویا اس نے ایک سینگ والے مینڈھے کی قربانی دی اور جو کوئی چوتھے نمبر پر گیا تو اس نے گویا ایک مرغی کی قربانی دی اور جو کوئی پانچویں نمبر پر گیا تو اس نے گویا انڈا اللہ کی راہ میں دیا' لیکن جب امام خطبہ کیلئے باہر آ جاتا ہے تو ملائکہ خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں''۔ (بخاری' کتاب الجمعۃ' باب فضل الجمعۃ)

اسی لئے قرآن حکیم میں حکم ہے:

يا ايها الذين آمنوا اذا نودى للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذرو البيع ذالكم خير لكم ان كنتم تعلمون (سورۃ الجمعۃ ۹)

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ

پڑ دااور خرید وفروخت چھوڑ دو' یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔"

قرآن مجید میں امت محمدیہ کے تین گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے:

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخیرات باذن الله ذلک هو الفضل الکبیر (الفاطر۳۲)

" پھر ہم نے کتاب کا وارث بنایا ان لوگوں کو جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا' پس ان میں سے کچھ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور ان میں سے کچھ متوسط درجے کے ہیں اور ان میں سے کچھ اللہ کی توفیق سے نیک اعمال میں سبقت کرنے والے ہیں' یہی سب سے بڑا فضل ہے"۔

دیکھئے! اس آیت میں نیکیوں میں سبقت کرنے والوں کا علیحدہ تذکرہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح سورۃ واقعہ میں بیان ہے:

وکنتم ازواجا ثلثة' فاصحاب المیمنة ما اصحاب المیمنة' واصحاب المشئمة ما اصحاب المشئمة' والسابقون السابقون' اولئک المقربون' فی جنات النعیم' ثلة من الاولین' وقلیل من الآخرین (سورۃ الواقعہ ۷تا۱۴)

" اور تم لوگ تین قسم کے ہو جاؤ گے' پھر دائیں والے' پس کیا خوب ہیں دائیں والے' اور بائیں والے۔ کیسے برے لوگ ہیں بائیں والے' اور آگے والے تو آگے ہی والے ہیں' وہ مقرب لوگ ہیں' نعمت کے باغوں میں ان کی بڑی تعداد اگلوں میں سے ہوگی' اور تھوڑے پچھلوں میں سے ہوں گے۔"

فرمایا: قیامت کے روز امت محمدیہ تین جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ السابقون' اصحاب الیمین' اصحاب الشمال۔

السابقون سے مراد وہ لوگ ہیں جو حکم ربانی کے مطابق ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر نیک کام کرتے رہے' جس طرح اللہ نے انہیں حکم دیا کہ "اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو" (سورۃ آل عمران ۱۳۳' سورۃ الحدید ۲۱) پس جنہوں نے اس دنیا میں اعمال خیر کی طرف مسابقت کی اور عمل خیر کی طرف دوسروں سے آگے نکل گئے وہ آخرت میں شرف وکرامت کی طرف بھی سابقین ہی رہیں گے۔ کیونکہ ہر عمل کی جزاء اس کے مناسب دی جاتی ہے۔ **کماتدین تدان** "جیسا کرو گے ویسا ہی بدلہ پاؤ گے" اسی لئے ان کے متعلق فرمایا "اور سابقون تو بہر حال سبقت کرنے والے ہیں' یہی لوگ مقرب ہیں' جو نعمتوں والے باغوں میں ہوں گے۔" (تفسیر ابن کثیر ۷/۴۹۱)

قرآن شریف میں طلب مغفرت کا حکم دیا گیا مگر حصول مغفرت میں مسابقت و مسارعت کا علیحدہ بھی حکم دیا گیا ہے:

واستغفروا الله ان الله غفور رحیم (سورۃ المزمل)

" اور اللہ سے مغفرت طلب کرو' بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

سابقوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها کعرض السماء والارض (سورۃ الحدید ۲۱)

" تم اپنے رب کی مغفرت اور جنت کو حاصل کرنے کے لئے سبقت کرو جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے۔"

وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقین (سورۃ آل عمران ۱۳۳)

" اور اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف دوڑ کر چلو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو متقی لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔"

بندہ فرائض ونوافل کے ساتھ جس قدر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے میں سبقت وسرعت سے کام لے گا اسی قدر قرب الٰہی میں اضافہ ہوگا۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال النبی ﷺ یقول الله تعالیٰ: أنا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منهم وان تقرب الی بشبر تقربت الیه ذراعا' وان تقرب الی ذراعا تقربت الیه باعا' وان اتانی یمشی اتیته هرولة (بخاری' کتاب التوحید' باب قول اللہ "ویحذرکم اللہ نفسہ")

" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے تو اس کے

ساتھ ہوں۔ پس جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر (فرشتوں کی) مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آجاتا ہوں۔"

معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ میں مسابقت و مسارعت اجر و ثواب میں اضافہ اور درجات کی بلندی کا باعث بنتا ہے۔ صحابہ کرامؓ مہاجرین اور انصار سب ہی اللہ تعالیٰ کے محبوب و مغفور ہیں۔ مگر ان میں سے سابقون الاولون (پہلے سبقت کرنے والوں) کی امتیازی شان و مرتبہ کی وجہ سے ان کا علیحدہ مخصوص انداز میں ذکر کیا۔

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه واعدلهم جنات تجرى تحتها الانهار خالدين فيها ابدا ذلك الفوز العظيم (سورۃ التوبۃ ۱۰۰)

وہ مہاجر اور انصار جنہوں نے سب سے پہلے ایمان لانے میں سبقت کی اور وہ لوگ جنہوں نے احسن طریق پر ان کی اتباع کی اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اللہ نے ان کیلئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن میں نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے"

فتح مکہ سے قبل یا بعد اللہ کی راہ میں انفاق و جہاد کرنے والے صحابہ سب ہی جنتی ہیں۔ مگر فتح مکہ سے پہلے جہاد و انفاق میں حصہ لینے والے سبقت کی وجہ سے بہت بڑا درجہ لے گئے۔

لا يستوى منكم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد وقاتلوا وكلد وعد الله الحسنى' والله بما تعملون خبير (سورۃ الحدید ۱۰)

"جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ برابر نہیں ہو سکتے یہی لوگ درجہ میں زیادہ ہیں۔ ان میں سے جنہوں نے بعد میں خرچ اور جہاد کیا تاہم اللہ نے ہر ایک سے اچھا وعدہ کیا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے"

نیکیوں میں سبقت کرنے والوں کے اوصاف کا بیان قرآن نے یوں پیش فرمایا:

ان الذين هم من خشية ربهم مشفقون والذين هم بايات ربهم يؤمنون' والذين هم بربهم لا يشركون' والذين يؤتون ما آتو وقلوبهم وجلة انهم الى ربهم راجعون' اولئك يسارعون فى الخيرات وهم لما سابقون (سورۃ المؤمنون ۵۷ تا ۶۱)

"بے شک جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں پر یقین رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کانپتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے اور ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں"۔

قرآن کریم نے اہل کتاب کی مذمت کے بعد ان میں سے اس گروہ کی مدح بیان فرمائی جو نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں:

ليسوا سواء من اهل الكتاب امة قائمة يتلون آيات الله آناء الليل وهم يسجدون' يؤمنون بالله واليوم الآخر ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويسارعون فى الخيرات واولئك من الصالحين (سورۃ آل عمران ۱۱۳'۱۱۴)

"یہ اہل کتاب سارے ایک جیسے نہیں ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو حق پر قائم رہنے والے ہیں۔ وہ دن رات اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور سجدہ ریز ہوتے ہیں' وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں' برے کاموں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سبقت کرتے ہیں اور یہی صالح لوگ۔

ان دلائل کو پیش کرنے کی غرض و غایت اور مقصد وحید یہ ہے کہ اعمال صالحہ اور امور خیر [illegible] مسابقت [illegible] شوق و ذوق ہمارے اندر پیدا ہو جائے جیسا کہ صحابہ کرام کے قلوب میں یہ جذبہ موجود تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ و خیرات کرنے کا حکم فرمایا' ان دنوں میرے پاس مال بھی تھا لہٰذا میں نے اپنے دل میں کہا کہ:

اليوم اسبق ابا بكر ان سبقته يوما۔ اگر میں ابوبکر سے آگے بڑھنا چاہوں تو آج بڑھ سکتا ہوں‘ پس میں اپنے گھر کا آدھا مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے اہل وعیال کیلئے کتنا چھوڑ آئے ہو؟ میں نے کہا! اسی کے برابر اور ابوبکر لے آئے جو کچھ ان کے پاس تھا (یعنی سب کا سب) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **یا ابا بکر ما ابقیت لاھلک** ”اے ابوبکر! تم اپنے اہل وعیال کیلئے کیا باقی چھوڑ آئے ہو؟ تو انہوں نے کہا: **ابقیت لھم اللہ ورسولہ** ”میں ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول (کی محبت) کو چھوڑ آیا ہوں“

تب میں نے کہا **لا اسبقہ الی شیء ابدا** ”میں کبھی بھی کسی نیکی میں ان سے سبقت نہیں لے جا سکوں گا۔“ (ترمذی‘ ابواب المناقب‘ باب مناقب ابی بکر الصدیق)

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کیلئے ہے خدا کا رسولؐ بس

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رات کے وقت ابوبکر کے ساتھ مسلمانوں کے امور سے متعلق گفتگو فرمانے کیلئے تشریف لاتے۔ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا‘ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے فارغ ہو کر باہر نکلے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو گئے۔ ہمارا گزر مسجد نبوی کے پاس سے ہوا تو وہاں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز میں تلاوت کر رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور توجہ سے سننے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو پسند کرتا ہے کہ قرآن اسی طرح پڑھے جس طرح تروتازہ نازل ہوا تھا تو اس کو عبداللہ بن مسعود سے پڑھنا چاہئے۔ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے رکوع کیا اور سجدہ کیا‘ پھر دعا مانگنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **سل تعطہ سل تعطہ** ”مانگ تجھے عطا کیا جائے گا‘ دعا کر اللہ تیری دعا قبول فرمائے گا“۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزر گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی وقت ارادہ کر لیا کہ صبح سویرے جا کر عبداللہ کو یہ بشارت سناؤں گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صبح سویرے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تاکہ ان کو بشارت سنائیں‘ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم نے آج رات اللہ تعالیٰ سے کیا مانگا اور کیا دعا کی؟ تو انہوں نے کہا میں نے یہ دعا کی تھی:

اللھم انی اسئلک ایمانا لا یرتد ونعیما لا ینفد ومرافقۃ محمد فی أعلی جنۃ الخلد

”اے میرے اللہ! میں تجھ سے ایمان مانگتا ہوں جس میں جنبش نہ ہو‘ (یعنی استقامت والا ایمان) اور ایسی نعمت جو کبھی ختم نہ ہو اور خلد بریں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صبح سویرے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر چلا گیا تاکہ انہیں بشارت نبوی سناؤں‘ جب میں نے دروازے پر دستک دی اور انہوں نے میری آواز سنی تو انہوں نے کہا: **ما جاء بک ھذہ الساعۃ۔** آپ اس وقت کیسے تشریف لائے؟ میں نے کہا کہ آپ کو یہ بشارت سنانے آیا ہوں کہ آپ کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **قد سبقک ابوبکر رضی اللہ عنہ۔** بشارت سنانے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ سے سبقت لے گئے تو میں نے کہا: **ان یفعل فانہ سباق بالخیرات ما استبقنا خیرا قط إلا سبقنا الیھا ابوبکر** ”اگر انہوں نے ایسا کیا ہے تو بے شک وہ نیک کاموں میں بہت آگے بڑھ جانے والے ہیں۔ جب بھی ہم نے کسی نیک کام میں سبقت لے جانی چاہی تو ابوبکر صدیق اس کام کی طرف ہم سے سبقت لے گئے۔“ (مسند احمد جلد اول صفحات ۲۶‘۳۸‘۴۵۴)

امور خیر میں مسارعت ومسابقت کی فکر کا نتیجہ ہی تھا کہ ایک روز فقراء مہاجرین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: **قد ذھب اھل الدثور بالدرجات العلی والنعیم المقیم** ”مالدار لوگ تو بلند درجات اور دائمی نعمتیں لے گئے“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کیسے؟ انہوں نے کہا وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں۔ وہ روزے رکھتے ہیں جیسے ہم روزے رکھتے ہیں۔ وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں اور ہم صدقہ وخیرات نہیں کر سکتے۔ وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم غلام آزاد نہیں کر سکتے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **افلا اعلمکم شیئا تدرکون بہ من سبقکم وتسبقون بہ من بعد کم**

ولا یکون احد افضل منکم الامن صنع مثل ما صنعتم۔" کیا میں ایسی چیز تمہیں نہ سکھلادوں کہ اس کے ذریعے تم ان لوگوں سے جاملو جو تم سے سبقت لے گئے ہیں اور تم اپنے بعد آنے والوں سے سبقت لے جاؤ اور تم سے کوئی بلند درجہ نہ پا سکے مگر وہی جو ویسے ہی عمل کرے جو تم نے کیا؟

انہوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور بتائیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہر نماز کے بعد (۳۳) تینتیس بار سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ کہہ لیا کرو۔ فقراء مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس لوٹ کر آئے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے مالدار بھائیوں نے یہ بات سن لی ہے وہ بھی اسی طرح کرنے لگے ہیں جس طرح ہم کرتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء** "یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے"۔ (بخاری کتاب الدعوات، باب الدعاء بعد الصلاۃ، مسلم، کتاب المساجد مواضع الصلاۃ باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ)

صحابہ کرام کی اعمال صالحہ میں مسابقت کا یہ عالم تھا کہ بسا اوقات کسی کے دعویٰ سبقت پر بے چین ہو کر اپنی سبقت کے اثبات کیلئے خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ جاتے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے متعلق خبر ملی تو ہم یمن میں تھے، اس لئے ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہجرت کی نیت سے نکل پڑے میں اور میرے دو بھائی میں دونوں سے چھوٹا تھا۔ میرے ایک بھائی کا نام ابو بردہ اور دوسرے کا ابورہم تھا۔ انہوں نے کہا کہ پچاس سے زائد میری قوم کے لوگ ساتھ تھے، ہم کشتی پر سوار ہوئے لیکن ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کے ملک حبشہ میں لا ڈالا، وہاں ہماری ملاقات جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہو گئی۔ (جو پہلے سے ہی مکہ سے ہجرت کر کے وہاں پہنچ چکے تھے) ہم نے وہاں انہیں کے ساتھ قیام کیا، پھر ہم سب ایک ساتھ مدینہ روانہ ہوئے، یہاں ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسی وقت پہنچے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر فتح کر چکے تھے کچھ لوگ ہم سے یعنی کشتی والوں سے کہنے لگے: **سبقنا کم بالھجرۃ**۔ ہم ہجرت کے ساتھ تم سے سبقت لے گئے یعنی ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ہمارے ساتھ مدینہ آئی تھیں، ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان سے ملاقات کے لئے وہ بھی نجاشی کے ملک میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ہجرت کر کے چلی گئی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے، اس وقت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا وہیں تھیں، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ ام المؤمنین حضرت حفصہ نے بتایا کہ اسماء بنت عمیس۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا وہی جو حبشہ سے بحری سفر کر کے آئی ہیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: **سبقنا کم بالھجرۃ فنحن احق برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منکم** "ہم تم لوگوں سے ہجرت میں آگے ہیں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تمہارے مقابلے میں زیادہ قریب ہیں"

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس پر بہت غصہ ہو گئیں اور کہا ہر گز نہیں اللہ کی قسم! تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہو تم میں جو بھوکے ہوتے تھے اسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھلاتے تھے اور جو ناواقف ہوتے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت و موعظت کیا کرتے تھے۔ لیکن ہم بہت دور حبشہ میں غیروں اور دشمنوں کے ملک میں رہتے تھے، یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں ہی تو برداشت کیا، اور اللہ کی قسم میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک تمہاری بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کہہ لوں۔ ہمیں اذیت دی جاتی تھی، دھمکایا، ڈرایا جاتا تھا۔ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کروں گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھوں گی: **واللہ لا اکذب ولا ازیغ ولا ازید علیہ** "اللہ کی قسم نہ میں جھوٹ بولوں گی، نہ کج روی اختیار کروں گی اور نہ (کسی خلاف واقعہ بات کا) اضافہ کروں گی۔

چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ! عمر اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ پھر تم نے انہیں کیا جواب دیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے یہ یہ جواب دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لیس باحق بی منکم ولہ ولاصحابہ ھجرۃ واحدۃ ولکم انتم اھل السفینۃ**

هجو تان ''وہ تم سے زیادہ مجھ سے قریب نہیں ہیں' انہیں اور ان کے ساتھیوں کو صرف ایک ہجرت حاصل ہوئی اور تم کشتی والوں نے دو ہجرتوں کا شرف حاصل کیا''

حضرت اسماء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور تمام کشتی والے میرے پاس گروہ در گروہ آنے لگے اور مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھنے لگے' ان کیلئے دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے متعلق اس ارشاد سے زیادہ خوش کن اور باعث فخر اور کوئی چیز نہیں تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ مجھ سے اس حدیث کو بار بار سنتے تھے''۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوہ خیبر' مسلم' کتاب الفضائل' باب من فضائل جعفر و اسماء و اہل سفینتھم)

صحابہ کرام جس طرح عمل خیر میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے تھے اسی طرح نیکی کے علم و معرفت کے حصول میں بھی سبقت سے کام لیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قصواء اونٹنی پر پیچھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے پاس اپنی اونٹنی بٹھادی اور عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کعبہ کی کنجی لاؤ' وہ کنجی لائے اور دروازہ کھولا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسامہ' بلال اور عثان رضی اللہ عنہم بھی اندر داخل ہو گئے' پھر دروازہ اندر سے بند کر لیا اور دیر تک اندر (نماز اور دعاؤں میں مشغول) رہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے **وابتدر الناس الدخول فسبقتهم** لوگ اندر جانے کیلئے آگے بڑھنے لگے اور میں ان سب سے آگے بڑھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ دروازے کے پیچھے کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ نبی کریم نے نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ خانہ کعبہ کے اگلے دو ستونوں کے درمیان۔ بیت اللہ کے دو قطاروں میں چھ ستون تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے کی قطار کے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی' کعبہ کا دروازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کی طرف تھا اور چہرہ مبارک اس طرف تھا جدھر دروازے سے اندر جاتے ہوئے چہرہ کرنا پڑتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دیوار کے درمیان (تین ہاتھ کا فاصلہ تھا)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ پوچھنا میں بھول گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعت نماز پڑھی تھی' جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی وہاں سرخ سنگ مرمر بچھا ہوا تھا۔'' (صحیح بخاری' کتاب المغازی باب حجۃ الوداع)

بعض اوقات ایسی مبارک گھڑی ہوتی ہے کہ اس میں درجہ کی بلندی کو وہ آدمی پالیتا ہے جو سبقت سے کام لیتا ہے اور بعد والا دیکھتا رہ جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں' کسی نبی کے ساتھ پوری امت گزری' کسی نبی کے ساتھ چند آدمی گزرے' کسی نبی کے ساتھ دس آدمی گزرے کسی نبی کے ساتھ پانچ آدمی گزرے اور کوئی نبی تنہا گزرا۔ پھر میں نے دیکھا تو انسانوں کی ایک بہت بڑی جماعت دور سے نظر آئی' میں نے جبرئیل سے پوچھا کیا یہ میری امت ہے؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ افق کی طرف دیکھو' میں نے دیکھا تو ایک بہت زبردست جماعت دکھائی دی' فرمایا کہ یہ ہے آپ کی امت۔ اور یہ جو آگے آگے ستر ہزار کی تعداد ان لوگوں کا نہ حساب لیا جائے گا اور نہ ان پر عذاب ہوگا۔ میں نے پوچھا ایسا کیوں ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ: **كانوا لا يكتوون ولا يسترقون ولا يتطيرون وعلىٰ ربهم يتوكلون۔** یہ لوگ داغ نہیں لگواتے تھے' دم جھاڑ نہیں کرواتے تھے' شگون نہیں لیتے تھے' اپنے رب پر توکل کرتے تھے۔

عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھ کر بڑھے اور عرض کیا کہ حضور: **ادع الله ان يجعلني منهم** ''دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں کر دے''۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: **اللهم اجعله منهم** ''اے اللہ! اس کو ان میں کردے''۔ اس کے بعد ایک اور صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ میرے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **سبقک بها عكاشه** ''عکاشہ تم سے سبقت لے گیا''۔ (صحیح بخاری' کتاب الرقاق' باب یدخل الجنۃ سبعون الفا بغیر حساب)

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض

ایسے واقعات بھی کتب احادیث میں موجود ہیں کہ جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل خیر میں سبقت اور عدم سبقت پر فضیلت وعظمت میں مشرق و مغرب کا فرق بتایا۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد صاحب کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو غزوہ میں جانے کا حکم دیا (لہٰذا وہ جہاد کے لئے روانہ ہو گئے) ایک آدمی پیچھے رہ گیا اور اس نے اپنے اہل و عیال سے بیان کیا کہ میں اپنے ساتھیوں سے اس لئے پیچھے رہا ہوں کہ ظہر کی نماز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کروں گا۔ پھر آپ سے سلام عرض کروں گا اور الوداع ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعاء کرواؤں گا۔ **فیدعو لی بدعوہ تکون شافعة یوم القیمة۔** ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا فرما دیں گے جو شفاعت (نجات) کا ذریعہ بن جائے گی''

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو وہ صحابی سلام عرض کرتے ہوئے سامنے آیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اتدری بکم سبقک اصحابک** کیا تو جانتا ہے کہ تیرے ساتھی کس قدر تجھ سے سبقت لے گئے ہیں۔ قال: **نعم سبقونی بغدوتھم۔** اس نے کہا ہاں' وہ صبح سویرے جا کر مجھ سے سبقت لے گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لقد سبقوک بابعد ما بین المشرقین والمغربین فی الفضیلة۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ تحقیق وہ مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ سے بھی زیادہ فرق کے ساتھ تجھ سے فضیلت میں آگے نکل گئے ہیں۔'' (مسند احمد ۳/۴۳۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر میں بھیجا' اتفاق سے وہ جمعہ کا دن تھا۔ عبداللہ کے ساتھی صبح ہی روانہ ہو گئے اور عبداللہ نے سوچا کہ میں پیچھے رہتا ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھوں گا پھر ان کے ساتھ مل جاؤں گا۔ جب اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا اور اسے فرمایا: تجھے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ صبح سویرے جانے سے کس چیز نے روکا؟ تو اس نے کہا: **اردت ان اصلی معک ثم الحقھم۔** میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھ لوں اور پھر ان کے ساتھ مل جاؤں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لو انفقت ما فی الارض ما ادرکت فضل غدوتھم** ''اگر تو خرچ کر دے جو کچھ زمین میں ہے تب بھی تو ان کے صبح سویرے جانے کی فضیلت کو نہیں پا سکتا'' (ترمذی ابواب الجمعۃ' باب ماجاء فی السفر یوم الجمعۃ)

یوں تو اعمال صالحہ میں مسابقت و مسارعت تمام اوقات و حالات میں مطلوب و مقصود اور مستحسن ہے مگر اوقاتِ فاضلہ میں اس کی اہمیت و افادیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ جیسا کہ رمضان المبارک خیرات و برکات اور نیکیوں کا موسم بہار ہے جس میں نیکی کا طالب اور امور خیر کا متلاشی سبقت و سرعت سے کام لے کر بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ ماہِ رمضان ہی ہے کہ جس میں اعلان عام ہوتا ہے: **نادی مناد: یا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشرا قصر** ''ایک منادی کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرتا ہے: اے بھلائی چاہنے والے! آگے بڑھ (اور دیر نہ کر) اے شر کے چاہنے والے! رک جا'' (صحیح ابن ماجہ للالبانی رقم الحدیث ۱۳۳۱)

خاص طور پر آخری عشرہ کمر ہمت باندھ کر عبادت و ریاضت میں گزارنا چاہئے' اس سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ہمارے لئے مشعل راہ ہے: **کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر شد مئزرہ واحی لیله و ایقظ اهله** (صحیح بخاری و مسلم' اللولو والمرجان جز اول رقم الحدیث ۸۳۰)

'' جب رمضان کے آخری دس دن شروع ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عبادت کیلئے) کمر بستہ ہو جاتے' راتوں کو جاگتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی جگاتے''۔

بقیہ: رحمت وغفران کا مہینہ

سے کوئی روزہ دار ہو۔ اسے مکروہ کلام اور فضول باتیں نہیں کرنا چاہئیں۔ اگر کوئی اس سے گالی گلوچ سے پیش آئے یا اس سے لڑائی لڑنا چاہئے تو اس سے یہ کہہ کر الگ ہو جائے کہ بھائی میں روزے سے ہوں۔

دو سفارشی:

روزہ دار کے دو سفارشی ہوں گے جو قیامت کے روز اس کی اللہ تعالیٰ سے ہاں سفارش کریں گے اور اسے دوزخ سے آزاد کرائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مومن بخیل نہیں ہوسکتا (حدیث)
AC
امین کیمیکلز
امپورٹ اینڈ سٹاکسٹ
Ph: 640340,634226
Mob:0303-6701190
Mob:0300-6605376
Res:634399
ایس ایم بلال امین